مغربی قومیں اپنی ہلاکت کے سامان خود تیار کر چکی ہیں

جماعت احمدیہ کا تمدن ہی زندہ رہنے والا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۸۹ء بمقام کیسٹا ٹائن نو وانارتھ ویلز برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کیں:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٨ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٩ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝١٠ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١١ (الکہف ۸ تا ۱۱)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم کی یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں یہ سورہ کہف کے پہلے رکوع سے لی گئی ہیں ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ زمین پر ہے اُسے بے حد کشش کا موجب بنایا، زینت کا موجب بنایا ہے۔ لیکن ہم ان تمام زینتوں کو کلیۃً تباہ کر دیں گے اور جو کچھ بھی زمین پر ہے اُسے ویرانہ بنا کر چھوڑ دیں گے۔ اس کے معاً بعد پھر فرمایا کہ کیا اس بات پر تو تعجب کرتا ہے کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی تھے جنہوں نے غاروں میں رہنا زیادہ پسند کیا بجائے اس کے کہ وہ زمین کی سطح پر رہتے اور ان لوگوں کی دعا یہ تھی کہ اے خدا! تو ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما

اور اسی رحمت کے ہم محتاج ہیں۔

یہ آیات اصحاب الکہف سے تعلق رکھتی ہیں اور تاریخی لحاظ سے اکثر قرآن کریم کے مطالعہ کرنے والے یا تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آغاز میں عیسائیت پر ایک ایسا دور آیا تھا جب زمین کی سطح پر رہنا اُن کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ ایسے ایسے مظالم کا ان کو سامنا تھا کہ ان کو زمین کی سطح پر رہنے کی بجائے غاروں میں رہنا زیادہ عافیت کا موجب دکھائی دیتا تھا۔ اس وقت زمین کی سطح پر بسنے والے دنیا کی رونقوں، دنیا کی لذتوں میں اپنے آپ کو فراموش کئے ہوئے تھے اور اس فراموشی میں دراصل خدا کو بھول چکے تھے۔ ان حالات میں جبکہ مادہ پرستی اپنے زوروں پر تھی خدا تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے تھے جنہوں نے سطح زمین کی بجائے زیر زمین غاروں میں رہنا پسند کر لیا تھا۔

یہ مضمون ہے جو تاریخی لحاظ سے اکثر تاریخ دانوں پر روشن ہے لیکن قرآن کریم کی ان آیات کا آپس میں جوڑ کیا ہے اور کیوں یہ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ان کا ایک پہلو تمدنی بھی ہے اور تمدنی پہلو اتنا گہرا، اتنا زبردست اور اتنے اہم پیغامات لئے ہوئے ہے کہ آج میں اسی پہلو سے ان آیات پر روشنی ڈالوں گا۔ سردست اس بات کو بھول جایئے کہ کچھ لوگوں پر اتنے مظالم ہوئے کہ ان کو زیر زمین رہنا پڑا۔ قرآن کریم کی یہ جو آیات ہیں ان میں کسی مظالم کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ تاریخی طور پر ہم جانتے ہیں کہ ایسا واقعہ ہوا تھا اس لئے از خود مظالم کا مضمون ہمارے ذہن میں ابھر آتا ہے لیکن اس بات کو کچھ عرصے کے لئے بھلا کر جب ان آیات کا مطالعہ کریں تو دراصل یہ انسان کی بعض تمدنی حالتوں کا نقشہ پیش کرتی ہے اور یہ آیات مادہ پرستی کے بعض اہم ادوار پر بحث کرتی ہیں۔ بسا اوقات انسانی تاریخ میں ایسا دور آتا ہے کہ سطح زمین پر ہر قسم کی لذتیں، ہر قسم کی دنیاوی چمک انسان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور اس کی توجہ خالصۃً دنیا طلبی میں اور دنیا کی لذّتوں کی جستجو میں منہمک ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ ناممکن ہے کہ وہ انسان جو دنیا کی رونقوں اور دنیا کے ظاہری حسن سے عشق لڑا بیٹھا ہو اور اُس کی محبت میں فریفتہ ہو چکا ہو وہ خدا کو یاد رکھ سکے۔ ایسے موقعہ پر جب سطح زمین پر سطح زمین کی رونقیں انسانی دل اور انسانی جذبات کو کلیۃً اپنی طرف مائل کر لیتی ہیں۔ ایسے وقت میں ان آیات سے پتا چلتا ہے کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو زیر زمین رہنا پسند کرتے ہیں۔ اس تمدنی تفاوت پر جب آپ غور کرتے ہیں تو یہ بہت ہی خوبصورت مضمون ہماری

آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہے وہ لوگ جو دنیا کے جدید تقاضوں کو پورا نہ کرتے ہوں، وہ لوگ جو دنیا کے جدید تمدن پہ فریفتہ نہ ہوں اُن کی روح کو دنیا والے پرانے زمانے کا کہا کرتے ہیں اور کچھ لوگ اُن کو ایسے دکھائی دیتے ہیں جو غاروں کے بسنے والے زمانے کے لوگ ہیں چنانچہ اس تمدنی تقابل کے نقطہ نگاہ سے جب ہم قرآن کریم کی ان آیات پر غور کرتے ہیں۔

تو دنیا میں بسا اوقات ہمیں انسانی تاریخ ایسے ادوار سے گزرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ جس میں دو قسم کے خدا کے بندے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا کی ظاہری نعمتوں اور رونقوں پر فریفتہ اور اپنی زندگی کا مقصد کلیۃً ظاہری حسن کی پیروی بنا لیتے ہیں، ظاہری حسن کے پیچھے بھاگتے ہیں، ظاہری لذتوں کے پیچھے اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں اور اُن کا رہنا، اُن کا اٹھنا، اُن کا بیٹھنا اور اُن کا بسنا ان کی زندگی کا ہر مقصد ان ظاہری لذتوں کا تعاقب کرنا ہوتا ہے اور ایسے وقتوں میں خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ظاہر ہوتے ہیں جو ان چیزوں سے منہ موڑ کر کچھ کچھ تمدن اختیار کرتے ہیں جو دنیا کی نظر میں پرانے زمانے سے تعلق رکھنے والا تمدن ہوا کرتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگلے وقتوں کے وقت یہ غاروں میں بسنے والے انسانوں کے زیادہ مشابہ ہیں بہ نسبت آج کے جدید دور سے تعلق رکھنے والے انسانوں سے۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی تقدیر کیا فیصلہ فرماتی ہے اس کا ذکر ہے جو ان آیات میں کیا گیا ہے۔ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو خدا سے منہ موڑ کر دنیا کی لذتوں کی پیروی کرتے ہیں اُن کو اور اُن کے معاشرے کو ہم ملیا میٹ کر دیں گے اور سطح زمین کو اُن سے خالی کر دیں گے اور اُن کی ہڈیوں کے سمیت اُن کو مٹا دیں گے اور وہ دنیا کی سب لذتیں جنہوں نے اُن کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا اُن کو ویرانہ بنا دیں گے۔ ایسے موقع پر ایک نئی تہذیب ابھرے گی اور وہ غاروں میں بسنے والوں کی تہذیب ہوگی یعنی غاروں میں بسنے والوں سے مراد یہ ہے کہ یہ خدا کی خاطر پسماندہ کہلائے وہ خدا کی خاطر پرانے وقتوں میں شمار کئے گئے۔ فرماتا ہے اُس وقت پھر سب کچھ اُن کا ہوگا اور وہ خدا سے یہ دعا کریں گے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اے خدا ہم تو پہلے بھی تیری رحمت کے طالب تھے اور اب بھی تیری ہی رحمت کے طالب ہیں۔ ہمیں تو نے جو نیا تمدن عطا کرنا ہے وہ اپنی مرضی اور اپنی رحمت کے مطابق عطا فرما اور اپنی طرف سے ہمارے لئے ہدایت کے راستے کھول دے اور ایک ایسی تہذیب

عطا فرما جو رُشد کی تہذیب ہو، عفو کی تہذیب ہو اور اس تہذیب کے نتیجے میں انسان اپنی ترقیات سمیت دنیا سے مٹا نہ دیا جائے بلکہ وہ خدا کی خاطر خدا کی ذات سے وابستہ ہو کر زندہ رہنے کا گُر سیکھ لے۔

یہ وہ پیغام ہے جو ان آیات میں ہمیں دیا گیا ہے اور اب اس نقطہ نگاہ سے ذرا تاریخ عالم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ یہ کسی ایک زمانے کے انسان کا ذکر نہیں، نہ ایک زمانے کے سطح زمین پر بسنے والوں کا ذکر ہے، نہ ایک زمانے میں زیر زمین غاروں میں بسنے والوں کا ذکر ہے بلکہ تمام انسانی تاریخ بار بار اپنے آپ کو اس نقطہ نگاہ سے دہراتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

بسا اوقات ایسی قومیں سطح زمین پر ابھریں جنہوں نے دنیاوی ترقیات کیں اور اُن ترقیات کے بعد خدا تعالیٰ نے اُن کو جو آسائش کے ساتھ رہنے کا موقع عطا فرمایا مگر وہ اس آسائش میں ایسا ڈوب گئے کہ محض دنیا کی زینت کے غلام بن کر رہ گئے اور خدا کو انہوں نے بھلا دیا اور پھر اسی دور میں یعنی ہر ایسے دور میں خدا کے ایسے بندے بھی آپ کو دکھائی دیں گے جن کو ان دنیا کی لذتوں سے کوئی تعلق نہیں تھا یعنی دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ اس زمانے کے نہیں بلکہ قدیم زمانوں کے انسان دکھائی دیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان جدید دنیا کے لذت پرستوں کو مٹا دیا اور ان قدیم زمانے میں بسنے والے انسانوں کو زندہ رکھا۔ یہ وہ بار بار تاریخ کا دُہرایا جانے والا سبق ہے جو ان آیات میں ہمیں ملتا ہے۔ آج کے دور پر جب ہم ان آیات کو چسپاں کرتے ہیں تو بعینہٖ یہی تفاوت سامنے آتا ہے۔ آج خصوصیت کے ساتھ مغربی تہذیب ایسے تمدن کی فریفتہ ہو چکی ہے جو دنیا کی ظاہری لذتوں سے تعلق رکھتا ہے اور کلیۃً اس لذت یابی میں اور اس کی جستجو میں منہمک ہو چکی ہے۔ عملاً اگر آپ غور سے دیکھیں تو اس درجہ دنیاوی لذّتوں کی غلام ہو چکی ہے یہ مغربی دنیا کہ اس سے رہائی اور چھٹکارے کی بظاہر کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ آج جب آپ ان کو یہ پیغام دیں کہ خدا کی خاطر خدا کے فرمان کے تابع تم شراب نوشی سے پرہیز کرو، تم ناچنے سے پرہیز کرو، تم گانے سے پرہیز کرو اور تم ایک سادہ عام پاکیزہ معاشرے کی طرف واپس لوٹ آؤ تو وہ آپ کو اس طرح دیکھیں گے جیسے آپ پاگل ہو چکے ہیں۔ وہ آپ کو اس طرح دیکھیں گے جیسے آپ کسی پرانے زمانے سے غاروں سے نکل کر آنے والے انسان ہیں اور آپ کو علم نہیں کہ دنیا ہوتی کیا ہے۔ یہ کیسی پاگلوں جیسی باتیں کرتے ہیں وہ کونسا جدید ترقی یافتہ معاشرہ ہے جو شراب کے بغیر زندہ رہ سکے۔ یہ کونسا معاشرہ ہے جس سے میوزک کو تم

نکالتے ہو جس سے تم ناچ گانے کے تصور کو نکال دو اور اس کے بغیر ایک بیہودہ لغوسی زندگی کی طرف واپس چلے جاؤ وہ اس طرح آپ کو دیکھیں گے جس طرح آپ پاگل ہو گئے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کی راہیں سب سے زیادہ روشن ہیں۔ آپ دیگر تمام عوامل پر غور کر کے دیکھ لیں وہ تمام بظاہر جو فرق ہیں اسلام میں اور دیگر مذاہب میں اُن فرقوں پر غور کر کے دیکھ لیں عقلاً ان دوسری قوموں پر یہ ثابت کرنا کوئی مشکل نہیں کہ اسلامی تعلیم زیادہ معقول، زیادہ دلنشین اور زیادہ اس لائق ہے کہ انسان اس تعلیم کو عقلی لحاظ سے اپنائے چنانچہ جہاں تک عقلی تقاضوں کا تعلق ہے۔ اسلامی تعلیم کی برتری غیروں پر ثابت کرنا ہرگز مشکل نہیں۔

وہ لوگ جو مغربی دنیا میں بسنے والے کو تبلیغ کرتے ہیں اُن کو بارہا اس بات کا تجربہ ہوتا ہے کہ نظریاتی لحاظ سے اسلام کی پیش کردہ توحید کو اُن کی مسخ شدہ توحید کے تصور سے بہتر دکھایا گیا ہے اور اُن پر ثابت کر دیا گیا کہ اسلام کا توحید کا تصور زیادہ حسین، زیادہ کامل اور زیادہ قبول کرنے کے لائق ہے اور جس توحید کا تم تصور باندھے ہوئے ہو وہ دراصل تصور توحید نہیں بلکہ اُس کے اندر بہت سے رخنے پڑ چکے ہیں بظاہر وہ ختم ہو چکی ہیں اور اُسے کامل توحید کہنا عقل اور منصف کے خلاف ہے۔ یہ بات ثابت کرنا کچھ مشکل نہیں کہ ایک ایک ہی ہے اور ایک تین نہیں ہو سکتا تین ایک نہیں ہو سکتے اور آج کل کے زمانے کے جو نئے جوان ہیں وہ ان باتوں کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ خود عیسائیت کے قدیم تصورات سے باہر کی طرف نکل چکے ہیں اور عیسائیت کے جو اعتقادی حصے ہیں اُن پر عملاً آج کے مغربی نوجوان کو اعتماد نہیں رہا اس لئے نظریاتی لحاظ سے آپ آسانی سے یہ بات اُن کے لئے ثابت کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مسلمان ہونے کو تیار نہیں۔ کیوں نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ اُس معاشرے کے اندر جکڑا ہوا ہے جس معاشرے کا قرآن کریم نے نقشہ کھینچا ہے۔ وَإِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِيْنَةً کہا کہ اتنی کشش پیدا کر دی ہے ہم نے سطح زمین پر رونما ہونے والی چیزوں میں کہ لوگ اس کشش سے قلبی طور پر اس طرح وابستہ ہو جاتے ہیں کہ گویا اُس کے غلام ہو چکے ہیں اور اُس غلامی سے چھٹکارے کی کوئی شکل نظر نہیں آ رہی۔

اب اس نقطہ نگاہ کو جب آپ مزید کھنگالیں، جب آپ مزید تجزیہ کریں تو ایک بڑی دلچسپ صورت یہ سامنے آتی ہے کہ ایک ہی چیز کا نام آزادی بھی رکھا جا سکتا ہے اور اُسی چیز کا نام

غلامی بھی رکھا جا سکتا ہے۔ جب آپ ان کو اسلام کے نام پر یا خدائے واحد کے نام پر اس معاشرے سے روگردانی کرتے ہوئے اسلام کے سادہ اور پاکیزہ معاشرے کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ تم ہماری آزادی پر قدغن لگاتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ ہم تمہارے نظریات کو قبول کرتے ہوئے اپنی روزمرہ زندگی کو ان پابندیوں کی نظر کردیں۔ ہماری خواہشات پر پابندی ہے، ہمارے ملنے جلنے پر پابندی ہے، ہم کس طرح کمائیں اُس پر پابندی ہے، کیا کھائیں اور کیا نہ کھائیں اُس پہ پابندی ہے، ہر بات پر تو تم پابندیاں لگا رہے ہو اور ہم آزاد منش قوم ہیں۔ ہم صرف اُسی پیغام کو قبول کرنے پر تیار ہیں جو انسانی آزادی کا علمبردار ہو اور بے وجہ پابندیوں میں نہ جکڑے۔ پس اس نقطہ نگاہ سے اسلام کی تعلیم اُن کو پابندیوں کی تعلیم دکھائی دیتی ہے۔ تم نے شراب نہیں پینا، تم نے بیوی پر زیادہ سختی نہیں کرنی، تم نے سؤر نہیں کھانا، تم نے سود نہیں کھانا، تم نے یہ نہیں کرنا تم نے وہ نہیں کرنا۔ عورت کے خلاف ...... نہیں کرنا۔ جگہ جگہ، قدم قدم پر روزانہ کی زندگی میں پابندیاں ہی پابندیاں ہیں۔

پس اس معاشرے کی خوبصورتی پر فدا ہونے والے لوگ اپنی آزادی کے خلاف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے نام پر انہیں پابندیوں کی طرف بلایا جا رہا ہے لیکن قرآن کریم جس نقطہ نگاہ سے ان باتوں کو پیش کرتا ہے اس کے لحاظ سے اسی منظر کا ذرا زاویہ بدل کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ تو غلام ہیں۔ ہر وہ چیز جس کے ساتھ انسان اپنی زندگی کو اس طرح وابستہ کر لے کہ اُس سے تعلق نہ توڑ سکے یہ ایک قسم کی محض خوفناک غلامی ہوتی ہے اور یہ غلامی شراب کی عادت میں جو اُن کو ملتی ہے یہ غلامی جو میوزک کی عادت میں آپ کو ملتی ہے۔ یہ غلامی اَور بعض کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ یہاں تک کہ کافی پینے سے بھی وابستہ ہوتی ہے اور آپ مزید غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جوں جوں معاشرہ زیادہ Sufisticate ہوتا چلا جائے گا، زیادہ تیز دار ہوتا چلا جاتا ہے۔ انسانی زندگی روزمرہ مزید گرفتار ہوتی چلی جا رہی ہے یا چلی جاتی ہے اور اُس معاشرے کی عادتوں سے ہٹ کر انسان زندگی نہیں گزار سکتا چنانچہ اُن لوگوں کو اپنی روزمرہ کی عادتوں سے ہٹا کر کسی الگ جگہ ایسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے جہاں یہ روزمرہ کی عادتیں پوری نہ ہوسکیں تو بے آرام ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی پر ظلم ہو گیا چنانچہ دراصل جس کو یہ آزادی کہہ رہے ہیں وہ غلامی ہے بعض لذتوں کی اور لذتوں کی غلامی سے انسان کو خدا تعالیٰ نجات دلانا چاہتا ہے۔ یہ جو غلامی کی عادت ہے ان کی اس نے ان کو ہر قسم کے نشے

میں مبتلا کر دیا ہے، شراب نوشی محض چند لمحات کی بدنی لذتوں کا نام نہیں بلکہ شراب نوشی دن بدن ان کی زندگی کے اندر گہرے طور پر سرایت کرتی چلی جارہی ہے اور ان میں ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو شراب نوشی کا غلام بن کر رہ گیا ہے چنانچہ ڈرگ کی عادت جوان قوموں میں زیادہ بڑھتی چلی جارہی ہے یہ بھی اسی غلامانہ رجحان کی بڑھی ہوئی شکل ہے۔

ایک چیز کی جب انسان عادت اختیار کر لیتا ہے تو اس کی زنجیروں میں باندھا جاتا ہے اور پھر وہیں بات ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ عادت اپنی ذات میں مزید عادتوں کی طرف انسان کو لے جاتی ہے جن چیزوں میں پہلے لذت ملتی تھی اُن چیزوں میں رفتہ رفتہ لذتیں کم ہو جاتی ہیں یقیناً ایک دن ایسا آتا ہے کہ انسان اللہ کو بھلا کر ایک اور عادت میں مبتلا ہوتا ہے اور جب اُس عادت کا غلام بن جائے اور اُس سے پھر اگلا قدم اٹھتا ہے اور ایک اور عادت کا غلام بن جاتا ہے۔ چنانچہ یہ زنجیریں ایسی ہیں جو بڑھتی چلی جاتی ہیں اور زیادہ بوجھل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ سارا معاشرہ بوجھل ہو جاتا ہے اور انسانی زندگی نئی نئی عادتوں اور نئی بداخلاقیوں کا شکار ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو بالآخر ان معاشروں کو اور ان تمدنوں کو ہلاک کرنے کا موجب بنتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جب وہ آگے بڑھتی ہے تو اسی سے ان تمدنوں کی ہلاکت کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

اس صورت حال کو گہری نظر سے دیکھنے سے آپ کو خوب اچھی طرح معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ ہم دنیا کی لذتوں کو، دنیا کی سطح پر بسنے والی چمک کو ملیامیٹ کر دیں گے اور تباہ کر دیں گے اور ویران بنا دیں گے۔ اُس سے مراد یہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود آسمان سے دنیا کو مٹائے گا اور آسمان سے کچھ تباہیاں نازل کرے گا جو ان کو ہلاک کریں گی اور اس سے مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ تمہارا معاشرہ جن باتوں پر مبنی ہے یا اس قسم کا تمدن جن بنیادوں پر قائم ہے وہ بنیادیں کھوکھلی ہیں اور وہ معاشرے کا تانا بانا اپنی ذات میں ہلاک ہونے والا ہے چنانچہ اس نقطہ نگاہ سے اب مَیں آپ کے سامنے اس تشریح کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہوں۔ تو آپ دیکھنے لگ جائیں گے کہ کیوں اس تمدن سے کسی تمدن کی ہلاکت کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں بعض قوموں کو زیادہ Sufisticated چمک دمک والی اور تیز دار زندگی بسر کرنے کی عادت پڑتی چلی جاتی ہے اتنا ہی زیادہ اُن کی اقتصادیات اُن کی لذت یابی کی غلام ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ھل من مزید

کی طرح اپنی ان عادات کو زندہ رکھنے اور اُن کی بقا کے لئے اُن کو مزید اور پھر مزید دولت کی ضرورت پڑتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کی زندگی کی طرز بے ربط ہوتی جاتی ہے۔ آج کی مغربی دنیا کا رہن سہن گزشتہ دس سال کی مغربی دنیا کے رہن سہن کے مقابل پر بہت زیادہ ہے بہر حال اور آج اُن کی لذت یابی جن چیزوں کی محتاج ہے آج سے دس سال یا بیس سال یا اُس سے پہلے آپ دیکھیں ہرگز اس حد تک محتاج نہیں تھی بلکہ بعض چیزوں کا تصور بھی نہیں تھا۔

آج جس کثرت سے بعض ایسی ایجادات ہوئی ہیں جس سے اُن کے رجحانات جو حصول لذت کے رجحانات ہیں اُن کو تقویت ملتی رہی ہے ایسی ایجادات آج سے دس سال یا بیس سال پہلے موجود نہیں تھیں۔ تو روز بروز لذت کے حصول کے لئے معاشرہ اپنی تمام اقتصادیات کا رُخ اس طرف پھیرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے رہن سہن کے لئے جو بنیادی ضروریات ہیں وہ اُن کی آمد کا ایک بہت معمولی حصہ رہ جاتا ہے اور اُن کی آمد کا بہت بڑا حصہ اُس ظاہری چمک دمک کو زندہ رکھنے اور اُس کی بقا کے لئے استعمال ہونے لگتا ہے۔ یہ رُخ ساری مغربی دنیا میں آپ کو بڑھتا ہوا دکھائی دے گا۔ ایک بھی استثناء نہیں اور پھر مغربی دنیا میں بلکہ تیسری دنیا میں بھی، غریب ملکوں میں بھی افریقہ میں بھی، پاکستان میں بھی، ہندوستان میں جہاں جہاں یہ مغربی چمکتی تہذیب پہنچی ہے وہاں یہ رجحانات آپ کو نمایاں ہوتے دکھائی دیں گے ان میں انسانی زندگی کا جو رُخ ہے وہ مزید لذت اور پھر مزید لذت اور پھر مزید لذت کی طرف اتنا آگے بڑھ جاتا ہے۔

معاشرہ کے وہ حصے جو غریب ہیں ان کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور یہاں تک کہ خود غرضی شدت کے ساتھ اتنا انسانی زندگی کے خیالات اور اس کے جذبات پر قابض ہو جاتی ہے کہ ایسا انسان جس کو اس قسم کی لذتوں کی عادت پڑی ہو اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی کہ جس وقت وہ لذت میں مگن اور محو ہے اُس وقت ہزاروں لاکھوں بعض دفعہ کروڑوں انسان بھوکے مر رہے ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے معصوم ایڑیاں رگڑ رہے ہوتے ہیں اُن کو کھانا تو درکنار بعض دفعہ پینے کا پانی بھی میسر نہیں آ رہا ہوتا لیکن جس قوم کو اس معاشرے کی عادت پڑی ہو اُن کے لئے ناممکن ہے کہ وہ قربانی کر کے اپنے غریب ہم جنس بھائیوں کے لئے کچھ دیر کے لئے لذتوں سے منہ موڑ لیں۔ مَیں نے اس کی مثالیں پہلے بھی دی ہیں یہاں انگلستان میں مجھے یاد ہے ایک دفعہ جب افریقہ بھوکا مر رہا تھا تو

افریقہ کو کھانا پہنچانے کے لئے انہوں نے میوزک سے کام لیا۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے اس لحاظ سے کہ انسانی ہمدردی کے اظہار کے لئے وہی چیز اختیار کی جو دراصل انسان کی تباہی کا موجب ہے اور وہ جانتے تھے کہ اگر محض انسانی ہمدردی کی خاطر اُن سے پیسے مانگے جائیں گے تو وہ پیسے نہیں دیں گے چنانچہ بعض میوزیشن (Musition) نے اپنا وقت مفت دیا اور چوبیس گھنٹے سے زیادہ عرصہ مسلسل وہ گاتے بجاتے اور ناچتے رہے اور اس میوزک کی خاطر اس کثرت سے لوگ آئے اور جو کچھ بھی پیسے لئے انہوں نے اس دوران وہ اُنہوں نے افریقہ کے لئے اُن بھوکوں کی بھوک مٹانے کے لئے استعمال کئے تو ناچ گانے کے ذریعے انہوں نے انسانی ہمدردی کا اظہار کیا اور جتنی رقم اکٹھی ہوئی اس کا بڑا ذکر کیا گیا۔ ساری دنیا میں اس کا شور پڑا اس طرح تیس گھنٹے یا جتنا وقت تھا مسلسل یہ جو Troops تھے یہاں سے جانے والے Troops تھے انہوں نے انسان کی خاطر قربانی کی۔ ٹھیک ٹھاک انہوں نے پیسے دیئے مَیں نے جب حساب کیا تو پتا لگا کہ وہ ساری دولت جو انہوں نے سارے یورپ اور امریکہ سے اکٹھی کی تھی افریقہ کے لئے وہ اُس سے کم تھی جو ایک دن میں اہل برطانیہ شراب پر لگاتے ہیں۔ اس لئے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ دنیا کی لذت یابی کی عادت کیسی خوفناک چیز ہے اور کس طرح قوموں کو جکڑ دیتی ہے اور اچک بھی لیا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ انسانی ہمدردی میں کچھ کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ وہ انسانی ہمدردی بھی لذت یابی کی شکل میں ہی ظاہر ہوئی ہے چنانچہ یہ گانے بجانے والے اس طرح مسلسل چوبیس یا پچیس گھنٹے نہ گاتے تو افریقہ کے لئے پیسے نہیں اکٹھے ہو سکتے تھے اور اگر آپ یہ خیال کریں کہ سارا یورپ ایک دن کے لئے شراب سے باز آجاتا اور یہ کہتا کہ ہم اپنے غریب بھوکے ننگے بھائیوں کے لئے ایک دن شراب نہیں پئیں گے تو یہ تحریک کامیاب نہ ہوتی۔

کیونکہ جس طرح وہ تحریک کامیاب نہیں ہوئی اس سے یہ پتا چلا ہے کہ یہ تو جکڑے گئے ہیں دنیا کی لذتوں میں اور دنیا کی لذتوں کے ذریعہ ہی ان کی انسانی ہمدردی کے جذبات ابھرتے ہیں ورنہ نہیں ابھرتے جب یہ حالات ہو جائیں قوموں کے تو لازماً پھر اقتصادی بحران آیا کرتے ہیں۔ یہ بڑا تفصیلی اور گہرا مضمون ہے مَیں خطبہ کو لمبا نہیں کرنا چاہتا مگر مَیں اس مضمون پر میں اپنی مجالس سوال و جواب میں مختلف مواقع پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہ سارا معاشرہ اس وقت مصنوعی لذت یابی میں اس

طرح فنا ہو چکا ہے اور اس طرح غرق ہو چکا ہے کہ اب اس نے پیچھے نہیں ہٹنا اس لئے جہاں ان کے اقتصادی حالات کم اب گریں گے وہاں یہ جرائم کر کے بھی ان لذتوں کے حصول کی کوشش کریں گے اور جہاں جہاں ان کی اقتصادی حالت گرے گی وہاں امن اٹھتا چلا جائے گا ایک دوسرے کا گلہ کاٹیں گے، ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کریں گے، بچوں کی عزت لوٹیں گے لیکن ایسی گندی عادت پڑ چکی ہے کہ دنیا کی لذتوں کے حصول کی اب اس سے بچ نہیں سکتے ان کے بس کی بات نہیں۔

یہ حالات تمام مغربی ممالک میں ظاہر ہونا شروع ہو چکے ہیں اور جو اقتصادیات کے ماہرین ہیں وہ دیکھنے لگ گئے ہیں کہ وہ وقت زیادہ دور نہیں جبکہ اُن کی اقتصادی ترقی ایک مقام پر آ کر کچھ دیر کھڑی ہوگی پھر وہاں سے گرنا شروع ہو جائے گی اور بہت سی وجوہات کے علاوہ ان میں ایک وجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی تجارت کے ذریعے اور انڈسٹریل پروڈکشن کے ذریعہ یہ دُنیا کی دولت کھینچتے ہیں۔

جب مَیں جاپان گیا تو یہ نصیحت کی تھی کہ مغربی ممالک کی طرح تم بھی افریقہ سے دور ہوتے چلے جا رہے ہو اور اب حالت یہ ہے کہ اُس میں مزید کوئی باقی نہیں رہا۔ خون کا آخری قطرہ جب چس جاؤ تو یہ چیزیں کس کے پاس بیچو گے۔ افریقہ میں تو انتہائی خوفناک اقتصادی حالات ظاہر ہو رہے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد یا وہ ملک خطرناک قسم کی خانہ جنگی میں مبتلا ہو جائیں گے افریقہ کے ممالک یا کسی اور صورتحال میں مبتلا ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں جو موجودہ شکل ہے وہ آگ سے تبدیل ہو جائے گی۔ تیسری دنیا کے بہت سارے ممالک ہیں جو خود ترقی کر رہے ہیں اور بہت سی چیزیں جن میں وہ محتاج تھے مغرب کے۔ مغرب کے اب وہ اس حد تک محتاج نہیں رہے۔ بہت سے ایسے اور عناصر ظاہر ہو رہے ہیں جن کے نتیجے میں ان کی انڈسٹریل ترقی ایک موقع پر رکنے والی ہے یا بعض جگہ رک چکی ہے اور اب ترکی کی حکومت نے ایک لمبے عرصے سے اپنی معاشیات اور اقتصادیات کو مضبوط بنا رہے اور نیشن ٹوٹی ہوئی اور جس حد تک ہمارے زمانے میں ترقی ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں ہوئی۔ یہ باتیں ٹھیک تھیں ایک حد تک لیکن وہ عناصر جن کا میں ذکر کر رہا ہوں اُن کو کوئی بھی ان کی حکومت شکست نہیں دے سکتی۔ یہ ایسے قدرتی عناصر ہیں جو اپنے وقت پر ضرور سر اٹھاتے ہیں اور پھر ایسی حکومتیں خواہ کتنی حکمت سے کام لیں ان سے نبرد آزما نہیں ہو سکتیں۔ اب یہی حکومت ہے Conservative کی کہ جس نے یہ محسوس کر کے کہ اب Inflation ہاتھ سے نکل رہی ہے

بنک کا سود بڑھانا شروع کر دیا ہے اور جب بنک کا سود بڑھنا شروع ہوا Real Estate یعنی جو عمارات کی خرید وفروخت کے کاروبار ہیں ان پہ دباؤ آنا شروع ہو گیا پھر یہی نہیں بلکہ پاؤنڈ کو سہارا دے کر مہنگا رکھا گیا ہے۔ اس لئے باہر کی منڈیاں ہاتھ سے نکلنی شروع ہو گئیں جب منڈیاں نکلیں اور یہاں کاروبار مندا ہوا تو بعض کارخانے بند ہونے لگے۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں ایک بہت بڑی انڈسٹری پر اسی قسم کا زوال انہوں نے ہزار ہا اپنے ملازم فارغ کر دیئے ہیں اور جب ہزار ہا ملازم فارغ ہوں گے اس کے جو بداثرات معاشرے پر ظاہر ہوئے ہیں ان کو بھی آخر لذت یابی کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ انہوں نے بھی اپنی شراب کی عادتیں پوری کرنی ہیں، انہوں نے بھی اپنی ناچ گانے کی عادتیں پوری کرنی ہیں، انہوں نے بھی بظاہر بہت ہی حسین لذت یابی والے معاشرے کا تعاقب کرنا ہے وہ کیسے کریں گے، جرائم بڑھیں گے اور بہت سے بداثرات ظاہر ہوں گے۔ اقتصادیات پر مزید بداثر پڑیں گے۔

یہ وہ ایسے حالات ہیں جن کا بہت ہی مختصر نقشہ مَیں نے آپ کے سامنے کھینچا ہے لیکن اگر آپ مزید غور کریں تو آپ یہ معلوم کر کے خوفزدہ ہو جائیں گے کہ ساری مغربی ترقی جو ہے یہ ہلاکت کی طرف منہ موڑ چکی ہے اور یہ اقتصادی بحران جب مزید آگے بڑھتے ہیں تو پھر یہ عالمی جنگوں پر منتج ہوا کرتے ہیں۔ اُس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ کوئی دنیا میں بڑی جنگ ایسی لڑی نہیں گئی جس سے پہلے اس قسم کے اقتصادی بحران ظاہر نہیں ہوئے اور یہ اقتصادی بحران اب اُن کے اختیار میں نہیں ہیں۔ اگر ایک مسلمان قوم جو اسلامی معاشرے پر قائم ہو، اسلامی تمدن اختیار کئے ہوئے ہو تو اُن کے پاس زائد پیسہ ہوگا کیونکہ ان کی ضرورتوں سے زیادہ ہے۔ اُس میں اگر کمی بھی آئے تو اُس کے رہن سہن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایک احمدی ہے جس کو کوئی گندی عادت نہیں ہے، نہ سگریٹ پیتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ وہ ناچتا گاتا ہے، وہ تو سادہ زندگی بسر کر سکتا ہے خواہ وہ آرام کی زندگی ہی کیوں نہ ہو۔ اُس پر میرا خرچ نہیں ہوا کرتا لیکن جو لذت یابی کی اور عیاشی کی زندگی ہے یہ بہت زیادہ دولت کھینچتی ہے اس لئے ایسی قومیں جن کا تمدن صاف اور پاکیزہ ہو وہ تو خطرناک سے خطرناک اقتصادی بحران کا بھی بڑے آرام سے مقابلہ کر سکتی ہے کیونکہ ان کے اندر گرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہیں

پس یہ غلام ہیں دراصل جس کو یہ کہتے ہیں آزادی ہے ہماری تم ہماری آزادی میں دخل

دے رہے ہو۔ دراصل یہ اپنے تمدن کے غلام ہو چکے ہیں یہ دنیا کی لذتوں کے ایسے غلام ہو چکے ہیں کہ اُن سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور ان لذتوں کو جاری رکھنے کے لئے یہ ہر قسم کی قربانی دوسروں سے لیں گے اور خود قربانی دینے کے اہل نہیں۔ یعنی اپنے بچوں تک پر ظلم کر جائیں گے اپنی لذتوں کے حصول کے لئے مگر قربانی دینے کے اہل نہیں بغیر لذتوں کے رہ نہیں سکتے۔ کہتے ہیں ہماری زندگی بور ہوگئی ہے۔

پس قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے۔ یہ لفظاً لفظاً درست ہے اور بہت ہی گہرا نقشہ ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ مختلف زمانوں میں یہی چیز آپ کو ظاہر ہوتی اور پھر ہلاک ہوتی دکھائی دیتی ہے اور یہ قومیں جو تباہ ہو جاتی ہیں اُن کے فتنوں سے پھر نئی قومیں ابھرتی ہیں پھر وہ نیک رہتی ہیں، پھر وہ خدا کی طرف آ جاتی ہیں، پھر بدقسمتی سے ان باتوں کو بھول کر آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے وہ بھی دنیا کی لذتوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔

پس ان باتوں کو سمجھتے ہوئے مَیں آپ کو خصوصیت سے جو یہاں کی ایک بہت چھوٹی سی جماعت کیسٹنٹائن کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے معاشرے کو صرف اعتقادی لحاظ سے اسلام کی برتری سے آگاہ نہ کریں۔ بلکہ ان کو تنبیہہ کریں، انذار سے کام لیں اور ان کو بتائیں کہ تم غلط راستوں پر چل پڑے ہو۔ منطقی نتائج کے طور پر ثابت کیا جا سکتا ہے کہ تمہارا انجام ہلاکت ہے۔ اس لئے تمہیں لازماً واپس لوٹنا ہوگا۔ صرف اسلامی معاشرہ اور تمدن ہے جو دل کا سچا امن تمہیں عطا کر سکتا ہے اُس کے سوا لذتیں تو ہیں لیکن دل کا امن تمہیں نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جس پر اگر آپ غور کریں تو ان لوگوں پر خود ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ کی ان لذتوں کے باوجود دل کا امن زیادہ ہونے کی بجائے کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تلاش اور جستجو ایسی چیزوں کی کرتے ہیں جس کو یہ سمجھتے بھی نہیں کہ وہ کیا چیز ہے، بھوک زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ خلا کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔

پس احمدیوں کو ان قوموں کو سمجھا کر اسلام کی طرف بلانا چاہئے ان کو بتانا چاہئے کہ تمہارا تمدن، تمہارا معاشرہ تمہاری تہذیب یہ زندہ رہنے کے لائق نہیں رہے اور اگر تم اسی طرح بڑھتے چلے گئے تو قرآن کریم کی یہ پیشگوئی لازماً پوری ہوگی کہ ہم نے جو کچھ بھی زینتیں زمین پر بنائی ہیں ایک دن

ہم ان سب کو ہلاک کرنے والے ہیں اور چٹیل میدان بنا دیں گے۔ ان چٹیل میدانوں کے لئے تیاری تو یہ ساری کر چکے ہیں۔ ایسے ایسے خوفناک ہلاکت کے بم ایجاد کر چکے ہیں جن میں سے اگر سوواں حصہ بھی چل جائیں تو زمین کا بڑا حصہ ریگزاروں میں اور چٹیل میدانوں میں تبدیل ہو جائے گا یہاں تک کہ سطح زمین سے زندگی اٹھ جائے گی۔

پس باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ بظاہر ایسے معاشرے سے تعلق رکھتی ہے جو غاروں کا معاشرہ ہے جو پرانے زمانے اور غاروں کے زمانوں میں بسنے والے انسانوں کا معاشرہ آپ سمجھ لیں لیکن مَیں آپ کو یقین دلاتا رہا ہوں کہ یہی وہ تمدن ہے جو دنیا میں زندہ رہے گا یہی وہ تمدن ہے جس نے آئندہ تمدنوں کی بنیاد ڈالنی ہے۔ اس سے پہلے مڑ کر تاریخ پر آپ نگاہ ڈال کر دیکھیں کہ ان جیسی تہذیبیں جیسی آج آپ کے سامنے ہے بارہا دنیا سے مٹتی ہیں اور بارہا مٹا دی جائیں گی اس کے لئے کوئی جواز نہیں۔ پس خدا کی طرف لوٹنا خدا سے محبت میں لذت حاصل کرنا ہی زندگی کا راز ہے۔ جو اس دنیا کی زندگی کی ضمانت دیتا ہے اور دوسری دنیا کی زندگی کی بھی ضمانت دیتا ہے۔